اسلامیات

سوال نمبر ۱:

دین اور مذہب میں فرق بیان کیجئے۔ سائنسی دور میں مذہب کی ضرورت کو واضح کیجئے۔

دین اور مذہب:

انسانی تاریخ میں دین اور مذہب دونوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ عموی طور پر یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے متبادل سمجھے جاتے ہیں، مگر حقیقت میں ان کے مابین نمایاں فرق موجود ہے۔ دین ایک جامع اور الٰہی نظام حیات ہے، جب کہ مذہب مخصوص رسم و رواج اور عقائد کے مجموعے کو کہا جاتا ہے۔ آج کے سائنسی اور مادی ترقی یافتہ دور میں بھی مذہب انسانیت کے لئے لازمی ہے کیونکہ یہ زندگی کو مقصد، اخلاقی رہنمائی اور امن فراہم کرتا ہے۔

دین کی حقیقت:

دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ مکمل ضابطہ حیات ہے جو عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاشرتی اصولوں کا احاطہ کرتا ہے۔

دین انسان کو فطرت کے عین مطابق ایک جامع ہدایت دیتا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح کا ضامن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

مذہب کی حقیقت:

مذہب زیادہ تر ایک خاص قوم یا معاشرت میں موجود مخصوص رسوم و رواج اور عبادات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یہ انسانی تشریحات اور ثقافتی اثرات سے بدلتا رہتا ہے۔ اور بسا اوقات صرف ظاہری مراسم تک محدود ہو جاتا ہے۔ اس کا دائرہ کار دین کی طرح ہمہ گیر نہیں ہوتا بلکہ مخصوص معاشرتی پہلوؤں میں نظر آتا ہے۔

دین اور مذہب میں فرق:

۱ ہمہ گیری بمقابلہ محدودیت:

دین عالمگیر اور ہر دور کے لئے ہے، مذہب محدود اور مخصوص رسم و روایات تک ہوتا ہے۔

۲ الہٰی اصل بمقابلہ انسانی تشریح:

دین براہ راست وحیِ الہٰی پر مبنی ہے، جب کہ مذہب میں انسانی ثقافت اور روایات کی آمیزش ہو سکتی ہے۔

۳ مکمل ضابطہ حیات بمقابل رسمی رسومات:

دین زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے، جبکہ مذہب عموماً عبادات تک محدود رہتا ہے۔

سائنسی دور میں مذہب کی ضرورت:

1 اخلاقی و روحانی رہنمائی:

سائنس مادی ترقی فراہم کرتی ہے مگر اخلاقی قدریں نہیں دیتی۔ مذہب عدل، احسان، دیانت اور رحم جیسے اصول فراہم کرتا ہے جو سائنسی ترقی کو مثبت سمت دیتے ہیں۔

2 مقصدِ حیات کی وضاحت:

سائنس صرف "کیسے" کے سوالات کا جواب دیتی ہے۔ مگر "کیوں" کا جواب صرف مذہب دیتا ہے۔ انسان کی تخلیق، مقصد اور آخرت پر ایمان مذہب ہی عطا کرتا ہے۔

۳ **سماجی ہم آہنگی:**

مذہب مساوات، اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے۔ جدید معاشرے میں جہاں انفرادیت اور مفاد پرستی بڑھ رہی ہے، مذہب اجتماعی فلاح کا تصور فراہم کرتا ہے۔

۴ **سائنسی ترقی کے منفی استعمال سے بچاؤ:**

ایٹمی ہتھیار، بائیو ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت جیسے شعبے انسانی بقا کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں۔ مذہب ان کے استعمال کے لئے اخلاقی حدود قائم کرتا ہے تاکہ ترقی انسانیت کے مفاد میں رہے۔

نتیجہ:

دین اور مذہب میں بنیادی فرق یہ ہے کہ دین ایک ہمہ گیر الٰہی ضابطہ حیات ہے جبکہ مذہب مخصوص رسومات، رسوم اور تشریح تک محدود ہے۔ سائنسی ترقی نے جہاں زندگی کو سہل بنایا ہے، وہاں مذہب کی ضرورت مزید بڑھ گئی ہے تاکہ انسان اخلاقی رہنمائی، مقصدِ حیات اور امنِ عالم حاصل کر سکے

سوال نمبر 5:

اسلام میں اقلیتوں کے حقوق:

اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی مساوات، عدل اور رواداری کو بنیادی اصول قرار دیتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ نہ صرف ایک اخلاقی فریضہ ہے بلکہ ریاستی ذمہ داری بھی ہے۔ اسلام نے غیر مسلم شہریوں (ذمی) کو وہی حقوق عطا کیے ہیں، اور ان کے جان و مال، عزت، و آبرو کی حفاظت کو لازم قرار دیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کسی تعصب یا جبر کے بجائے انسانیت اور انصاف کو بنیاد بنا کر ایک پرامن معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے۔

قرآن و سنت میں اقلیتوں کے حقوق:

اسلامی تعلیمات میں بار بار زور دیا گیا ہے کہ کسی شخص کو اس کے دین کی بنیاد پر ظلم و زیادتی کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

CamScanner

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور انصاف سے پیش آنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کرتے اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(سورۃ الممتحنہ: 8)

رسول ﷺ نے فرمایا:

"جو کوئی کسی معاہد (غیر مسلم) پر ظلم کرے یا اس کے حق میں کمی کرے یا اس کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ ڈالے یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کچھ لے تو میں قیامت کے دن اس کے خلاف مقدمہ لڑوں گا"

جان و مال اور عزت کا تحفظ:

اسلام نے اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت کو مسلمانوں کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ ان پر ظلم کو اسلام نے سختی سے روکا۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی اس کی عملی مثالیں موجود ہیں۔ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ ذمی کی جان مسلمان کی جان کے برابر ہے اور اس پر ظلم کرنا ممنوع ہے۔

CamScanner

مذہبی آزادی:

اسلام نے اقلیتوں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دی اور انہیں زبردستی اسلام قبول کروانے کی اجازت نہیں دی۔

قرآن میں ارشاد ہے:

لا اکراہ فی الدین (البقرہ: 256)

ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں۔

عدل اور انصاف کی فراہمی:

اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ساتھ عدل و انصاف قائم کرے۔ نبی کریم ﷺ نے عدل کو تمام انسانوں کے لئے لازم قرار دیا ہے اور اس میں کسی مذہب یا نسل کی تخصیص نہیں کی۔

معاہدات اور ذمہ داری:

نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم قبائل کے ساتھ معاہدات کئے اور ان کے حقوق کی ضمانت دی۔ **میثاق مدینہ** اس کی بہترین مثال ہے جس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو مساوی شہری حقوق دیئے گئے۔

عصرِ حاضر میں اہمیت

آج کے دور میں جہاں دنیا میں مذہبی انتہا پسندی اور تعصب بڑھ رہا ہے - اسلام کی یہ تعلیمات رہنمائی فراہم کرتی ہیں کہ مختلف مذاہب کے پیروکار امن و انصاف کے ساتھ رہ سکتے ہیں - پاکستان کے آئین میں بھی اسی اصول کے تحت اقلیتوں کے بنیادی حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے جو اسلامی تعلیمات کا تسلسل ہے -

نتیجہ :

اسلام اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک ، انصاف اور تحفظ کا حکم دیتا ہے - قرآن و سنت کی واضح ہدایات، خلفائے راشدین کے طرزِ عمل اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ اسلام نے ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کا احترام کیا ہے -

سوال نمبر 5 :

اسلامی سیاسی نظام کے بنیادی عناصر اور جدید نظام کی ترقی میں ان کا کردار :

اسلام ایک جامع دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو کے لئے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ سیاست بھی اسلام کے بنیادی دائرہ کار میں شامل ہے۔ کیونکہ عدل، شوریٰ، مساوات اور عوامی خدمت اسلامی ریاست کے ستون ہیں۔ اسلام سیاسی نظام نہ صرف مسلمانوں کے لئے ایک منصفانہ نظام حکومت پیش کرتا ہے بلکہ اس نے جدید ترقی نظام کی ترقی میں بھی گہرے نقوش چھوڑے ہیں:-

اسلامی سیاسی نظام کے بنیادی عناصر:

1 توحید اور حاکمیت الٰہی:

اسلامی سیاست کی بنیاد توحید پر ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا:-

اِن الحکم اِلا للہ (یوسف ۴۰)

ترجمہ: حکم صرف اللہ کا ہے۔ اسلامی ریاست میں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے اور حکمران اللہ کے قوانین کے نفاذ کے پابند ہیں۔

2 خلافت و امارت

اسلام میں قیادت کا مقصد ذاتی اقتدار نہیں بلکہ خدمت ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:-

"امام ایک چرواہے کی مانند ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا"

CamScanner

3 شوریٰ:

فیصلہ سازی میں مشاورت اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ قرآن میں حکم ہے:

وامرھم شوریٰ بینھم (الشوریٰ: 38)

"اور مسلمانوں کے معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں"

یہ اصول جدید جمہوری اداروں کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

4 عدل و انصاف:

عدل اسلامی ریاست کا سب سے اہم عنصر ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو پہنچاؤ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو"

5 احتساب اور قانون کی بالادستی:

اسلام میں حکمران بھی قانون سے بالاتر نہیں حضرت عمرؓ کا قول ہے:

"اگر دجلہ کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمرؓ سے اس کا حساب لیا جائے گا"۔

6 مساوات اور بنیادی حقوق:

CamScanner

اسلام نے رنگ نسل یا مذہب کی بنیاد پر امتیاز کو ختم کیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر:

"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقوای کے"

جدید ریاستی نظام پر اثرات:

۱ **جمہوریت کی بنیاد:**

شوریٰ کے اصول نے جدید پارلیمانی نظام کے قیام میں نظریاتی مدد فراہم کی۔

۲ **انسانی حقوق پر:**

مساوات اور مذہبی آزادی نے عالمی انسانی حقوق کو متاثر کیا ہے۔

۳ **قانون کی بالادستی اور فلاحی ریاست کا تصور:**

زکوٰۃ بیت المال اور عوامی خدمت کے تصورات نے فلاحی ریاست کے جدید تصور کو جنم دیا۔ عدل واحتساب کے اسلامی اصول نے آئینی نظام اور عدلیہ کی آزادی کی راہ ہموار کی۔

۴ **جوابدہ قیادت:**

"امام چرواہا ہے" والی حدیث نے قیادت کو عوامی خدمت اور جوابدہی سے جوڑا جو آج کی جوابدہ جمہوریت کے مساوی ہے۔

نتیجہ:

اسلامی سیاسی نظام انسانیت کو عدل، مساوات اور انصاف پر مبنی ریاست کا ڈھانچہ عطا کرتا ہے۔ اس کے بنیادی عناصر نے نہ صرف اسلامی ریاستوں کو استحکام کیا بلکہ جدید ریاستی نظام کے ارتقاء میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

سوال نمبر 4:

محمد ﷺ کی سیرت ایک ماہر سفارت کار اور معلم کے طور پر بطور نمونہ عمل

سیرت نبوی ﷺ انسانیت کے لئے جامع رہنمائی ہے۔ آپ ﷺ نے بطور رہبر، معلم اور سفارت کار ایسی اخلاقی اور عملی مثالیں دی جو فردی، سماجی اور بین الاقوامی سطح پر قابل تقلید ہیں۔

ماہرِ سفارت کاری کے پہلو:

حکمت و تدبیر: حضور ﷺ نے مذاکرات میں حکمت، بردباری اور دور اندیشی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر **حدیبیہ معاہدہ** میں آپ ﷺ نے قلیل وقتی نقصان برداشت کر کے

طویل مدت فلاح حاصل کی

عدل و انصاف: آپ ﷺ نے معاہدات کی پاسداری اور دوسروں کے حقوق کا تحفظ بطور اولین قاعدہ رکھا جس سے بین الاقوامی اعتبار اور اعزاز ملا۔

اخلاقی قیادت: سفارت کاری میں عدم تشدد، رواداری اور عزت نفس کو مقدم رکھا گیا۔ یہ اصول آج کل کے سفارتکاری آداب کے لئے پیشہ وارانہ نمونہ ہیں۔

معلم کے طور پر سیرت:

عملی تعلیم: آپ ﷺ کی تعلیم صرف نظری نہیں تھی، آپ کا طریق تعلیم عملی مثال پر مبنی اور چھوٹے گروہوں میں تربیتی تھا۔ یہ طریقہ عمل آج کے تعلیمی فلسفوں کے مطابق مؤثر سمجھا جاتا ہے۔

فردی توجہ اور شمولیت: ہر عمر اور حیثیت کے افراد کو سکھایا گیا، خواتین، جوان اور بچوں سمیت اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم نبوی شامل کرنے والی اور محرک تھی۔

"علم حاصل کرنا ہر انسان (مرد و عورت) پر فرض ہے"

اخلاقی تربیت: آپؐ نے علم کے ساتھ کردار سازی، عاجزی، صداقت اور خدمتِ خلق پر زور دیا جو معلمی کا بہترین ماڈل ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"حضورؐ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے"

نمونہ عمل کے طور پر اہم اسباق:

صداقت اور ایمان داری:
قیادت اور تعلیم دونوں میں صداقت اولین قدر ہے۔

صبر و تحمل اور حکمت عملی:
مشکلات اور پریشانی میں صبر سے کام لیتے ہوئے حکمت سے فیصلے کرنا

مجموعی فلاح:
فردی کامیابی کے ساتھ معاشرتی بہبود کو ترجیح دینا۔

نتیجہ:

رسولؐ کی زندگی ہمیں بتاتی ہے کہ بہترین سفارت کاری اور معلمی اخلاق، حکمت اور عملی مثال سے جنم لیتی ہے۔ یہ اصول آج کے دور میں بھی بین الاقوامی تعلقات اور تعلیمی عمل کے لئے ماحصل عمل ہیں۔